ڈاکٹر محمد ریاض

علامہ میرزا محمد خان قزوینی

ایک نامور ایرانی محقق کی حیات اور تحقیقات

میرزا محمد خان کو ابتدا میں "شیخ محمد خان" بھی کہتے تھے۔ آپ ۱۸۷۷ء میں تہران میں متولد ہوئے اور ۲۷ مئی ۱۹۴۹ء کو تقریباً ۷۳ برس کی عمر میں یہیں انتقال فرمایا۔ ان کی زندگی کے ۳۶ سال یورپ میں گزرے۔ تدریس و تحقیق آپ کے مشاغل تھے اور میدانِ تحقیق میں آپ بلا نزاع معاصر ایرانی محققین کے سرخیل رہے ہیں۔ آپ نے عمدہ تحقیقات کے آداب اور نمونے ہی فراہم نہیں کیے بلکہ اس کام کے لیے لوگوں میں مناسب شوق اور جذبہ بھی پیدا کیا۔ کئی عربی اور فارسی کتابیں آپ کے مقالات کی رہنمائی کی روشنی میں گوشۂ گم نامی سے نکل کر طبع ہوئی ہیں۔ آپ درحقیقت محقق پرور اور ادیب آموز تھے۔ معاصرین میں کتنی چشمکیں اور رنجشیں ہوا کرتی ہیں مگر علامہ قزوینی کی وسعتِ ظرف اور اخلاق قابلِ تحسین ہے کہ نہ انھوں نے کسی کی برائی کی اور نہ کسی نے ان کی۔ علم و دانش کے معاملے میں انھوں نے کبھی بخل کا مظاہرہ نہ کیا بلکہ کسی نے زبانی یا تحریری طور پر جو پوچھا، اپنی انتہائی معلومات کے مطابق اسے بتا دیا۔ اس طرح اپنے تسامحات اور اغلاط کو انھوں نے ہمیشہ شکریے کے ساتھ قبول کر لیا[۱]۔ سطورِ ذیل کے ذریعے ہم اس سراپا علمی اور ادبی شخصیت کی حیات اور تحقیقات کا ایک اجمالی تعارف پیش کرتے ہیں۔

ابتدائی زندگی

۱۹۲۴ء میں احباب کے اصرار پر محمد قزوینی مرحوم نے اپنی سوانحِ حیات لکھے جو "بیست مقالہ قزوینی" (تعارف آگے آ رہا ہے) میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ اس مقالے میں موصوف کے اس وقت کے حالاتِ زندگی اجمالی طور پر موجود ہیں، مگر اپنی کتابوں اور مقالوں کے سلسلے میں انھوں نے روایتی مشرقی انکساری سے کام لیا ہے۔ اس مقالے کے بہ موجب آپ کے والد کا نام عبدالوہاب قزوینی تھا اور آپ نے ۱۸۸۸ء

---

[۱] دیکھیے ماہنامہ یغما تہران جون ۱۹۴۹ء اور مئی ۱۹۵۰ء میں "یادے از علامہ قزوینی" کے عنوان سے مقالے۔

میں تہران میں انتقال کیا۔ "نامۂ دانشورانِ ناصری" کی پہلی دو جلدوں کی تالیف میں ان کے والد بھی شریک تھے، اور انھوں نے ناصر الدین شاہ قاچار (۱۸۴۸ - ۱۸۹۶ء) کے عہد کے بعض نامور نحویوں، لغت شناسوں، فقیہوں اور ادیبوں کے حالات زندگی لکھے ہیں[12] محمد حسن خان اعتماد السلطنۃ کی کتاب "المآثر والآثار" کی تالیف میں بھی ان کے والد شریک رہے ہیں۔ عبد الوہاب عربی صرف و نحو میں متبحر تھے، اور یہ ملکہ انھوں نے اپنے بیٹے میں بھی پیدا کیا۔ علامہ قزوینی نے ابتدا میں اپنے والد اور دیگر معروف اساتذہ سے معقول و منقول علوم سیکھے۔ ان کے درس میں عربی صرف و نحو، فقہ، علمِ کلام، منطق و فلسفہ اور فارسی ادب شامل تھے۔ حاج شیخ ہادی نجم آبادی، سید احمد ادیب پشاوری، شمس العلما شیخ محمد مہدی قزوینی، میرزا محمد حسین خان فروغی اصفہانی، ذکاء الملک اور حاج شیخ فضل اللہ نوری سے خاص طور پر استفادۂ علمی کرنے کا انھیں اعتراف ہے۔ انھوں نے میرزا محمد علی خان "ذکاء الملک" کو عربی پڑھائی اور ان سے فرانسیسی سیکھی۔ مگر وہ خاص طور پر سید احمد ادیب پشاوری کے مدیون تھے۔ وہ اپنے استاد کی قوتِ حافظہ کو عربی شعر احماد راویہ اور ابو العلا معریؒ کی قوائے حافظہ سے تشبیہ دے کر لکھتے ہیں کہ عربی نحو میں ان کا خصوصی تبحر اسی استاد کا مرہونِ منت ہے۔

عربی، فارسی اور فرانسیسی زبانوں میں کمال حاصل کر کے اور معقولات و منقولات میں فارغ التحصیل ہو کر، محمد قزوینی تہران کے مختلف مدارس میں فرائض تدریس انجام دیتے رہے۔ ابتدا میں انھوں نے چند کتابیں اور مقالے عربی زبان سے فارسی میں ترجمہ بھی کیے۔ ان میں ایک "کتاب الآیات البیّنات فی غرائب الارض والسمٰوات" ہے جس کا فارسی ترجمہ "غرائب زمین و عجائب آسمان" کے عنوان سے انھوں نے ۱۸۹۸ء میں شائع کروایا۔ یہ مشہور لبنانی مصنف ابراہیم حورانی (۱۸۴۴ - ۱۹۱۶ء) کی کتاب ہے جو ۱۸۸۳ء میں قاہرہ میں شائع ہوئی تھی۔ فارسی ترجمے پر میرزا محمد حسین خان ذکاء الملک فروغی نے نظرِ ثانی کی اور ایک مقدمہ بھی تحریر کیا تھا، مگر اس کم عمری میں عربی کی ایک خاصی فنی کتاب کا فارسی ترجمہ پیش کرنا مترجم کی قوتِ بیان کا غماز ہے۔ علامہ قزوینی کے برادرِ خورد، میرزا احمد خان قزوینی اپنے کچھ کاروبار اور ملازمت کے سلسلے میں انگلستان چلے گئے تھے[13]

---

[12] نامۂ دانشوران کی ۹ جلدیں ہیں اور قم سے شائع ہو چکی ہیں۔

[13] بعد میں آپ ایران لوٹ آئے اور وزارت مالیات میں ایک افسر ہو گئے تھے۔

اپنے بھائی کی تحقیق و تدقیق کے شوق کو دیکھ کر انھوں نے لکھا کہ اگر آپ یورپ آجائیں تو یہاں کے منظم اور مرتب کتب خانوں کے ذریعے فارسی ادب کی بہتر خدمت کر سکتے ہیں کیونکہ یہاں قلمی کتابوں سے بھی بآسانی استفادہ کیا جا سکتا ہے، بھائی کی یہ دعوت ہی ان کے سفرِ یورپ کا بہانہ بنی تھی۔

انگلستان، فرانس اور جرمنی میں

قزوینی نے تقریباً نصف زندگی یورپ میں گزاری۔ وہ ۱۹۰۴ء میں لندن گئے۔ دو سال وہاں رہے اور اس کے بعد پیرس آ گئے۔ کوئی ساڑھے چار سال کی مدت کے لیے وہ برلن بھی گئے۔ اس کے علاوہ یورپ کے دیگر ممالک میں بھی گھومتے رہے۔ وہ ۳۶ سال کے بعد ۱۹۳۹ء میں مستقل طور پر رہنے کی نیت سے تہران لوٹ آئے تھے۔ یورپ کے قیام کے دوران میں ہی انھوں نے ایک اطالوی خاتون سے شادی کی۔ ان کے ہاں نرینہ اولاد نہیں ہوئی، ایک ہی بیٹی ہوئی، جو ابھی حیات ہیں، ان کا نام ناہید ہے۔

یورپ کا نام قزوینی مرحوم کے لیے کئی جہات سے سودمند رہا۔ انھوں نے وہاں انگریزی اور دیگر زبانیں سیکھیں اور وہاں کے کتب خانوں سے جی بھر کر استفادہ کیا۔ مستشرقین کی صحبت کے نتیجے میں انھوں نے ترقی یافتہ تحقیق و تنقید کے اسالیب اپنائے، اور اپنی کتابوں کے ذریعے انھیں دیگر ایرانیوں میں متعارف کروایا۔ بیون، امدروز، الس، براؤن، نکلسن، دیرن بورگ، باربیا مینار، میلے اور کلیمنٹ ہوارٹ نام کے انگریز اور فرانسیسی مستشرق ان کے دوست رہے ہیں۔ ایڈورڈ براؤن سے ان کی خصوصی دوستی تھی۔ مسعود سعد سلمان لاہوری پر قزوینی کے فارسی مقالے کو براؤن نے انگریزی میں ترجمہ کر کے لیڈن سے شائع کروایا تھا۔ براؤن کی "تاریخ ادبیاتِ ایران" کی چار جلدوں میں کئی مقامات پر محمد قزوینی کا ذکر آیا ہے اور مؤلف نے کئی امور کے سلسلے میں ان کی آرا کو نقل کیا ہے۔

۵ جنوری ۱۹۲۶ء کو جب ۶۴ سال کی عمر میں براؤن نے انتقال کیا، تو قزوینی نے آں جہانی کی شخصیت اور خدمات کے بارے میں ایک مبسوط مقالہ لکھا جو "بیست مقالہ" میں شامل رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ قزوینی کی یورپ میں تدریسِ فارسی اور ادارہ گب میموریل سے ان کا ارتباط، براؤن کی مساعی سے عمل پذیر ہوا تھا۔ براؤن، گب اوقاف کے ٹرسٹیوں میں شامل تھے، اور ان کی تجویز پر محمد قزوینی نے کئی کتابیں مرتب کیں اور مذکورہ اوقاف (میموریل) کی طرف سے شائع ہوئیں۔

قزوینی لکھتے ہیں کہ "لندن کے کتب خانے دیکھ کر (بالخصوص عربی اور فارسی وغیرہ زبانوں میں قلمی

مخطوطات کے ذخائر سے) میں نے تہیہ کر لیا تھا کہ زندگی یہیں گزاروں گا، مگر ایرانی "جلاوطن شدگان" فضلا کی پیرس میں موجودگی نے مجھے" بعد میں ادھر کھینچ لیا، اور وہاں کے کتب خانے بھی ویسے ہی پرکشش تھے۔" بیسوی صدی عیسوی کے اوائل میں ایران میں، یاد رہے کہ مشروطہ (آئینی حکومت) کا مطالبہ زوروں پہ تھا اور قاچاری استبدادی حکومت نے سینکڑوں حریت خواہوں کو مصلوب کروایا، جیل بھجوایا یا ملک بدر کروا دیا تھا۔ مؤخر الذکر گروہ میں سے میرزا علی اکبر خان دہخدا (علامہ دہخدا) کچھ عرصہ پیرس میں رہے، حسین کاظم زادہ ایرانشہر سوئٹزرلینڈ میں اور سید حسن تقی زادہ جرمنی میں۔ اس دوران کئی سیاسی اور ادبی فارسی رسالے ایرانیوں نے دوسرے ممالک سے جاری کر رکھے تھے جن میں حسین کاظم زادہ ایرانشہر کے مجلہ "ایرانشہر" اور سید حسن تقی زادہ کے رسالہ "کاوہ" کو فارسی ادبیات میں ایک خاص مقام حاصل ہے۔ علامہ قزوینی کے متعدد مقالے ان ہی دو مجلوں میں شائع ہوئے۔ ایران میں ان کے بیشتر مقالے مجلہ یادگار، مہر، ارمغان، آموزش و پرورش، شرق اور علوم مالیہ و اقتصاد شائع ہوئے ہیں۔

علامہ قزوینی کے قیام یورپ کے ضمن میں اوپر لکھا گیا ہے کہ آپ کوئی دو سال لندن میں رہے اور اس کے بعد پیرس آ گئے تھے۔ پہلی جنگ عظیم کے دوران انھیں پیرس میں رہنا مشکل ہو گیا، کیونکہ ایسے اوقات میں غیر ملکی باشندوں سے پوچھ گچھ کی جاتی ہے اور خاموشی سے علمی کام کرنے والوں پر جاسوسی کے شبہے کا امکان ہوتا ہے۔ ان حالات میں آپ اپنے دوست حسین علی خان نواب کے جو برلن کے ایرانی سفارت خانے میں وزیر مختار تھے، مہمان بن کر برلن چلے گئے۔ (۲۳ اکتوبر ۱۹۱۵ء) اور اگرچہ ان کا ارادہ تھا کہ وہاں صرف دو تین ماہ رہیں گے، مگر جنگ کے خاتمے تک مجبوراً وہ اسی ملک میں رہے۔ وہاں ان کے اصلی میزبان سید حسن تقی زادہ تھے (مدیر مجلہ کاوہ)۔ ایران چونکہ جنگ میں غیر جانب دار تھا، اس لیے اس ملک کے باشندوں پر جرمنی کی حکومت نے کوئی خاص سختی نہ کی، مگر جنگ کے نتیجے میں جو ناگزیر مصائب ہر کسی کو جھیلنے پڑتے ہیں، وہ جناب محمد قزوینی نے بھی جھیلے۔ اس وقت سید محمد علی جمال زادہ، میرزا ابراہیم پور داؤد، مجتہد تبریزی، سید محمد رضا مساوات اور میرزا محمد علی خان تربیت، ایسے فضلا برلن میں موجود تھے۔ علامہ قزوینی نے اپنے 'سوانحی مقالے' میں وہاں کی بعض ادبی محافل کا ذکر کیا ہے۔ اس زمانے میں سرہ نویسی (یعنی عربی کلمات سے منزہ اور معرّیٰ فارسی لکھنا) کی باتیں بھی ہوتی تھیں۔ قزوینی معتدل فکر و نظر کے حامل تھے، اور عربی کلمات کے فارسی ادبیات سے اخراج کے سخت مخالف تھے، مگر پور داؤد

اس نظریے کے سخت حامی۔ (یہ وہی پور داؤد ہیں جنھوں نے ۱۹۴۴ء میں بمبئی کے ایک ادبی جلسے میں علامہ اقبال کی فارسی شاعری کو ادنیٰ اور معمولی قرار دے کر ایک فتنہ پیدا کیا تھا) لکھتے ہیں:

"میرزا ابراہیم پور داؤد، موجودہ زمانے کے باا ستعداد شعرا میں سے ہیں۔ خالص فارسی میں شعر کہتے ہیں اور ان کا اسلوب بھی نادر ہے مگر عرب نسل، عربی زبان اور عربوں کی ہر چیز کے خلاف خاصا تعصب رکھتے ہیں۔ خواجہ حافظ کا ایک معروف شعر ہے:

اگرچہ عرض ہنر پیش یار بے ادبی است　　زبان خموش ولیکن دہان پراز عربی است

آپ اس شعر پر سخت تنقید کرتے تھے کہ حافظ نے 'عربی' کو فن کی خوبی کیوں قرار دیا ہے؟"

مستشرقین کے بارے میں علامہ قزوینی نے چند نکات بیان کیے ہیں۔ بعض مستشرقین کی علومات واقعی رشک کے قابل ہیں مگر بعض نام نہاد مشرق شناس ہیں، ان کے پاس اسناد ہیں، مگر اکثر امتحان لینے اور دینے والے دونوں علوم شرقی سے کورے ہیں، اس لیے ان کے عہدے لکھے ہوئے دیکھ کر کہ "یہ استاد زبانہائے شرقی ہے"، یا وہ "ڈائرکٹر تحقیقات شرقی" ہے مرعوب نہ ہونا چاہیے۔ ایسے لوگوں کا مطالعہ ناقص اور منتخب موضوعات پر ہے۔ قزوینی یورپ کی تحقیقات شرقی اور مستشرقین کی زبان دانی کے چند دیگر پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہیں۔ ان لوگوں میں یہ خوبی یا خامی ہے کہ جو لکھتے ہیں، بلا تامل چھپوا دیتے ہیں، ٹوٹی پھوٹی زبان بولنے میں جھجک محسوس نہیں کرتے، انتقاد کو برا نہیں مانتے اور تالیف و تحقیق کے سلسلے میں ایک خاص قسم کی خود اعتمادی رکھتے ہیں۔

ایامِ آخر

محمد قزوینی صاحب پیرس میں مقیم تھے کہ ستمبر ۱۹۳۹ء میں دوسری جنگ عظیم کا آغاز ہو گیا۔ اس دفعہ آپ کے لیے وہاں رہنا اور بھی مشکل تھا، اس لیے ناچار تہران لوٹ آئے۔ جنگ کے خاتمے کے بعد آپ وہاں پھر گئے اور اپنی کتابیں وغیرہ ساتھ لے کر دوبارہ تہران آ گئے۔ ۱۹۳۴ء میں ایران کی پہلی یونیورسٹی "دانش گاہ تہران" قائم ہو گئی تھی اور علامہ قزوینی نے اپنی ہزاروں قیمتی اور نایاب کتابیں اس دانش گاہ کے "دانش کدۂ ادبیات" کو اہدا کر دیں۔ حکومت ایران کے ارباب بست و کشاد کی خواہش تھی کہ قزوینی دانش گاہ تہران میں تدریس بھی کریں۔ اس مقصد کے لیے ایران کی قومی اسمبلی سے ایک نیا قانون منظور کروایا گیا جس کے مطابق نامور فضلا کے لیے یونیورسٹی میں تدریس کرنا، اسناد اور عمر کے تقاضوں کا لحاظ کیے بغیر

آسان ہوگیا - علامہ قزوینی کے بعد کئی دیگر حضرات اس رعایت سے استفادہ کر رہے ہیں کہ یونیورسٹی اکیڈمک کونسل کی سفارش پر ایم - اے یا پی ایچ ڈی کی اسناد کے بغیر اور ۶۵ سال سے بھی زیادہ عمر ہونے پر وہ وظائف تدریس انجام دینے کے قابل ہوجاتے ہیں - قزوینی مرحوم تحقیق و تدریس انجام دے ہی رہے تھے کہ وفات پاگئے - آپ شہر رے میں مشہور مفسر قرآن ابوالفتوح رازی کے مزار (منطقہ حضرت شاہ عبدالعظیم) کے جوار میں دفن ہوئے ہیں - ان کی وفات پر ایران کے متعدد مشاہیر، جیسے ڈاکٹر عباس اقبال آشتیانی، استاد حبیب یغمائی، استاد سید محمد محیط طباطبائی اور ڈاکٹر علی اکبر سیاسی نے مفصل تعزیتی مقالے لکھے اور نامور شعرا نے مرثیے - استاد بدیع الزمان فروزانفر نے بھی ان کی وفات پر ایک زوردار مرثیہ کہا تھا -

ایک خاص خدمت

علامہ قزوینی نے قیام یورپ کے دوران ایران کے لیے ایک خاص خدمت یہ انجام دی کہ انگلستان، فرانس، جرمنی، روس اور مصر وغیرہ کے کتب خانوں میں موجود عربی اور فارسی کے اہم مخطوطات کے عکس حاصل کیے اور انھیں ایران کی وزارت تعلیم کے حوالے کیا - (درحقیقت ان کی تجویز پر وزارت تعلیم نے ضروری رقم پہلے فراہم کر دی تھی) - اسی طرح بعد میں استاد مصطفےٰ مینوی نے ترکی کے کتب خانوں میں موجود اہم عربی اور فارسی قلمی نسخوں کی نقول حاصل کی تھیں، اور یہ سب اب تہران یونیورسٹی کے مرکزی کتب خانے کی زینت ہیں - سات آٹھ طبقات پر مشتمل یہ کتب خانہ اب دنیا کا ایک اہم کتب خانہ مانا جانے لگا ہے، اور اس کی شہرت میں علامہ قزوینی ایسے مشاہیر کی مساعی کو خاص دخل ہے -

تحقیقات

محمد قزوینی کی تحقیق و تالیف کی چند خصوصیات یہ تھیں، آپ کسی موضوع پر انتہائی ممکنہ معلومات حاصل کیے بغیر قلم نہیں اٹھاتے تھے - لکھتے وقت آپ حافظے پر اعتماد نہیں کرتے تھے، مآخذ و منابع کو سامنے رکھتے تھے - امانت علمی کا آپ پورا پاس رکھتے تھے اور تحقیق میں ذاتی پسند و ناپسند کے مطابق بات نہیں کرتے تھے - آپ نے ازخود یا بعض احباب کے کہنے پر کئی کتابوں پر تبصرے لکھے - شرق و غرب کے متعدد فضلا کی وفات پر آپ نے تعزیتی مقالے ارقام کیے - اپنے مطالعے کے دوران آپ مختلف لغوی، تاریخی،

---

۵۴ علامہ قزوینی (کتابچہ، ۸۸ صفحے) تہران جون ۱۹۴۹ء - (یہ کتابچہ ایران کی وزارت تعلیم نے شائع کیا تھا) -

ادبی، دینی اور فنی موضوعات پر یادداشتیں حروفِ ہجا کی ترتیب سے لکھتے رہے۔ ان یادداشتوں میں انھوں
نے بعض اپنی تحقیقات کی بھی اصلاح کی ہے۔ ان یادداشتوں کی چار قلمی جلدیں تھیں مگر استاد
ایرج افشار نے مؤلف کی وفات کے بعد جب انھیں تہران یونیورسٹی کی طرف سے شائع کروایا ۱۹۵۳
تا ۱۹۶۶ء سالوں میں) تو ان کے ۹ مجموعے بن گئے۔ عربی سے ترجمہ کی ہوئی ان کی کتاب "غرائب زمین و
عجائب آسمان" کا ذکر ہو چکا ہے۔ مسعود سعد سلمان لاہوری پر ان کے محولہ بالا مقالے سے استاد رشید یاسمی
نے اپنے "دیباچہ، دیوان مسعود بن سعد" میں استفادہ کیا ہے۔ اوپر اشارہ ہوا ہے کہ قزوینی نے بعض ایسی
کتابوں کی ضرورتِ طبع پر زور دیا ہے جو کسی خاص اہمیت کی حامل تھیں، اور متعدد فضلا نے ایسی کتابوں کو بعد میں شائع
کروایا۔ مجمل التاریخ و القصص کو ملک الشعراء محمد تقی بہار مشہدی نے شائع کروایا۔ تاریخِ سیستان بھی ان کے ہاتھوں طبع ہوئی۔
تتمہ صوان الحکمہ کو ڈاکٹر مولوی محمد شفیع مرحوم نے لاہور سے شائع کروایا۔ (نامعلوم انھیں بھی قزوینی کی اس کتاب کے بارے
میں متعدد مقالات نے تحریک کیا تھا یا نہیں؟)۔ ۱۹۰۸ء میں پروفیسر ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم نے لیڈن سے راوندی کی کتاب "راحۃ الصدور
و آیۃ السرور" کو شائع کروایا، تو قزوینی نے اس پر ایک توصیفی تبصرہ کیا اور چند تسامحات کی طرف توجہ دلائی۔
ابو حیان توحیدی[۵۵] کے بارے میں مفصل تحقیقات اور زین الاخبار گردیزی[۵۶] کی موضح طباعت ان کی تجاویز کے
مطابق ہے۔ فارسی شاعری کے آغاز کے بارے میں استاد ڈاکٹر ذبیح اللہ صفا وغیرہ نے اپنی ادبی تاریخ
میں جو کچھ لکھا، وہ قزوینی کے مقالات سے مستفاد ہے۔ اس توضیح کے بعد ہم ان کی شائع کردہ بعض
کتب اور مقالات کی فہرست دے رہے ہیں۔

مرزبان نامہ مولفہ سعدالدین وراوینی شائع شدہ لیڈن ۱۹۰۸ء۔ کتاب مرزبان نامہ، کلیلہ و دمنہ
کی مانند ہے جس میں جانوروں اور پرندوں کی زبانی حکمت کی باتیں بیان کی گئی ہیں۔ یہ کتاب ترکی اور عربی
میں بھی ترجمہ ہو چکی ہے۔ اسے مرزبان بن رستم نے چوتھی صدی ہجری میں طبری لہجے میں لکھا اور ساتویں صدی
ہجری میں سعدالدین وراوینی نے اسے مسجع فارسی میں لکھا۔ علامہ قزوینی کا طبع کردہ متن کئی بار چھپ چکا ہے۔

---

۵۵ ابوحیان توحیدی کی حیات و تالیفات پر ڈاکٹر غلام راد مرادیان استاد عربی تہران یونیورسٹی نے مفصل تحقیقات کیں
اور ان کی کتاب بنیاد نکوکاری نوریانی نے ۱۹۷۲ء میں تہران سے شائع کر دی ہے۔

۵۶ اس تاریخ کو کئی بار شائع کیا گیا، مگر استاد عبدالحی حبیبی افغانی کا مرتبہ متن جسے ۱۹۶۶ء میں بنیادِ فرہنگ نے
تہران سے شائع کیا، بہتر مانا جاتا ہے۔

واستاد ڈاکٹر خلیل خطیب رہبر آج کل اس کتاب کا ایک دوسرا متن شائع کروا رہے ہیں - اس میں عربی جملوں اور اشعار کے فارسی معانی حاشیوں میں درج ہوں گے - اس سے قبل وہ اسی طرح "گلستان" شائع کروا چکے ہیں)۔

المعجم فی معائیر اشعار العجم از شمس الدین محمد بن قیس رازی (ساتویں صدی ہجری کے مصنف) - فارسی عروض اور اوزان کی بنیادی کتاب ہے - گب میموریل نے ۱۹۰۹ء میں اسے بیروت سے شائع کروایا تھا۔

چہار مقالہ از نظامی عروضی سمرقندی (چھٹی صدی ہجری کے مؤلف) جسے علامہ قزوینی نے ۱۹۰۹ء میں لیڈن سے شائع کروایا ہے۔

وجہ دین از ناصر خسرو قبادیانی (م ۴۸۱ھ) - یہ کتاب ۱۹۲۵ء میں برلن سے شائع ہوئی - سید حسن تقی زادہ مرحوم (م ۱۹۷۰ء) نے اس پر مقدمہ لکھا ہے -

سیاست نامہ از خواجہ ابو علی حسن نظام الملک طوسی (م ۴۸۵ ہجری)، طبع پیرس ۱۹۰۷ء

تذکرہ لباب الالباب از محمد عوفی بخارائی - طبع لیڈن (جلد اول ۱۹۱۱ء) - عوفی نے یہ تذکرہ ۶۲۷ھ میں اُچ (بہاولپور) میں سلطان ناصر الدین قباچہ کے دربار میں لکھا تھا - اس تذکرے کی جلد دوم کو پروفیسر ایڈورڈ براؤن نے اس سے قبل شائع کر دیا تھا۔

تاریخ جہانگشا از عطا ملک جوینی (م ۶۸۱ھ) - چنگیز خانیوں کی اس تاریخ کی تینوں جلدیں لیڈن سے شائع ہوئی ہیں - اول ۱۹۱۲ء، دوم ۱۹۲۱ء، سوم ۱۹۳۷ء)۔

لوائح جامی کا فرانسیسی ترجمہ (پیرس ۱۹۰۹ء) - اسی متن کی مدد سے ای - ایچ - ونفیلڈ نے لوائح جامی کا انگریزی ترجمہ لندن سے شائع کروایا - (اورینٹل ٹرینسلیشنز طبع اول ۱۹۱۱ء)۔

تذکرۃ الاولیا (دو جلد) از عطار نیشاپوری طبع لیڈن ۱۹۰۵ء جلد اول، ۱۹۰۷ء جلد دوم (تصحیح ڈاکٹر رینولڈ ایلن نکلسن کی ہے اور حواشی قزوینی کے)۔

ممدوحین شیخ سعدی (سعدی نامہ طبع تہران ۱۹۳۷ء میں شامل مبسوط مقالہ)۔

مقدمہ در شرح حال جمال الدین حسین ابوالفتوح رازی (تفسیر روض الجنان و روح الجنان جلد پنجم طبع تہران ۱۹۴۱ء کا ضمیمہ)۔

نفثۃ المصدور از محمد بن احمد نسوی پر تبصرہ تہران ۱۹۲۹ء - اصل کتاب کو استاد عباس اقبال آشتیانی نے ایک سال قبل تہران سے شائع کروایا تھا - علامہ قزوینی نے خوارزم شاہیوں کے سلسلے کے آخری بادشاہ سلطان

جلال الدین منکبرنی کے اس منشی (محمد بن احمد نسوی) کی عربی تالیف سیرۃ جلال الدین منکبرنی کے مقالستہ سے، جو سات سال بعد لکھی گئی، تبصرے کا حق ادا کر دیا۔ سیرۃ جلال الدین منکبرنی ۱۸۹۱ء میں پیرس سے پہلی بار شائع ہوئی تھی اور اس کا اور نفثۃ المصدور کا موضوع تقریباً ایک ہی ہے۔

دیوان خواجہ حافظ شیرازی (با ہمکاری دکتر قاسم غنی) تہران، ۱۹۴۱ء

شد الازار و حط الاوزار عن زوّار المزار مولفہ معین الدین جنید شیرازی در ۷۹۱ھ۔ کتاب شیراز کے مشاہیر کے مزارات کے بارے میں ہے اور استاد عباس اقبال کی ہمکاری سے ۱۹۴۹ء میں تہران سے طبع ہوئی۔

عتبۃ الکتبہ از اتابک منتخب الملک جوینی (سلطان سنجر سلجوقی از ۵۱۳ تا ۵۵۲ھ کا درباری منشی) مراسلت کی یہ کتاب قزوینی کی وفات کے ایک سال بعد ۱۹۵۰ء میں تہران سے شائع ہوئی۔ اسی طرح فصیح خوافی کی مجمل التواریخ و امین احمد رازی کی ہفت اقلیم بھی۔ ان تینوں کتابوں میں استاد عباس اقبال آشتیانی مرحوم (م ۱۹۵۶ء) بھی شریک تالیف و تحشیہ رہے ہیں۔

مقدمہ بر التوسل الی الترسیل تالیف بہاء الدین محمد (قرن ششم ہجری کے ایک مؤلف)۔ کتاب استاد احمد بہمنیار نے مرتب کی اور علامہ قزوینی نے اس پر ایک مبسوط مقدمہ لکھا ہے۔

بیست مقالہ (در دو جلد) جلد اوّل ۱۹۲۸ء میں استاد پور داؤد نے بمبئی سے شائع کی اور جلد دوم ۱۹۳۴ء میں استاد عباس اقبال نے تہران سے۔ اس کے بعد اس کی جدا گانہ اور یک جا جلدیں متعدد بار تہران سے شائع ہوتی رہی ہیں اور دونوں جلدوں کے مجموعاً کوئی ۶۰۰ صفحات ہیں۔ مقالے ۴۰ سے زیادہ ہیں، اور چند کے عنوانات حسب ذیل ہیں۔

حقائق الادویہ، مطبوعاتِ جدیدۂ ملوکِ عرب، زبانِ باستانِ آذربائیجان، شاہنامہ پیش از فردوسی، ابوحیان توحیدی، ابوسلیمان منطقی و تالیفاتِ وی، کتاب الابنیہ، ملوک آلِ باوند، تاریخ بیہقی، دربارۂ بہزاد، مطبوعاتِ جدیدۂ فارسی وفات استاد ادوارد براؤن انگلیسی اور تبصرہ بر مونس الاحرار[۵۷]

---

[۵۷] علامہ قزوینی کی کتب اور بعض مقالات کا ذکر متن میں ہی دیکھ لیا جائے۔